Revisoin Guide

اے لیول اردو نصاب

اردو کے پانچ منتخب افسانے
دیگر اصناف اداب

اعزاز الرحمٰن ملک

A levels URDU (9686)

REVISION GUIDE

P4

For

Revision & Practice

[Session 25-26]

It is an innovative and trailed method of preparatio

n to get A/A *

Provides you an opportunity to bridge up the gaps.

- ✓ appropriate solved example & subject matter
- ✓ past papers questions
- ✓ teacher's tips
- ✓ examiner's tips

By

Ezaz Ur Rahman Malik

Author A levels ,IGCSE,O levels books & www.urduskills.com

03136416569 03008306377

ادبی اصطلاحات وتراکیب — LITERARY TERMS & PHRASES

ادب: Literature
نظم: Poem

مصرع: Line شعر کی ایک سطر
بند: Stanza

شاعر: Poet
مصنف: Writer

افسانہ: Short Story
ادیب: Belletrist/Writer

معاشرتی / سماجی: Social
معاشی / اقتصادی: Economical

امتزاج: Combination
طبقہ: Class /Group

طبقاتی تضاد: Class Difference
سماجی تضاد: Social Difference

استحصال: Exploitation
تلخی: Bitterness : ، کڑواہٹ / کڑواپن

رومانوی / رومانی :- Romantic عشقیہ
رومانویت: رومانوی انداز۔ عشقیہ انداز

ہجر: Parting جدائی، فراق
وصل: Courting محبوب سے ملاقات

آہنگ (Harmony/Way) بات کرنے / لکھنے کا طریقہ
مترادف (Synonym) کی طرح ہونا، ہم معانی

متروک (Obsolete) ترک کیا ہوا۔ کسی بات / لفظ / رسم وغیرہ کے استعمال کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

تنقید (Criticism) کسی تحریر کا بھرپور جائزہ لے کر اس پر رائے دینا (اس کی خوبیوں اور خامیوں کا بے لاگ تذکرہ)

تبصرہ (Comments)
اجاگر کرنا: واضح کرنا۔ نمایاں کرنا۔

کنایہ: کسی بات کی طرف اشارہ کرنا۔ (فیض کے کلام میں۔)
عکاسی کرنا: اشارہ کرنا۔ بتانا۔ تصویر کشی کرنا

نقشہ کھینچنا: تصویر کشی کرنا۔ تفصیل بتانا۔
متفق ہونا (Agreed Upon) اتفاق کرنا

مندرجہ بالا / متذکرہ (Above-Mentioned) جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔

کشمکش (Conflict) فیصلہ نہ ہونا / گومگوں یا الجھاؤ کی کیفیت
مشاہدہ: Observation کسی بات پر غور کرنا۔

Ezaz Malik

(مفصل تشریح وتبصرہ کے لیے ''نقد وتبصرہ'' از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)

(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

استدلال : دلائل / دلیل (Arguments) ٹھوس دلائل (Solid/Valid Arguments) مضبوط دلیل دینا۔

رجحان (Trend) اقتباس (Extract/Part) کسی تحریر کا کوئی حصہ ر ٹکڑا

مبالغہ آرائی (Exaggeration) کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ ''صنعتِ مبالغہ'' لانا۔

عملی (Practical) جس پر عمل ہو سکے۔ مجازی (Figurative) غیر حقیقی

منظر نگاری : کسی نظارے، جگہ یا واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس کی تفصیل پیش کرنا۔

جدت پسندی / جدت : Innovation کسی نئے انداز کو اختیار کرنا نیا مضمون بیان کرنا۔

مقصدیت ر افادیت : objectivity مقصد ہونا۔ کسی خاص مقصد / نظریے کے متعلق شاعری۔ (اقبال، فیض کی خوبی ہے۔)

افادی ر مقصدی : جو تحریر وغیرہ کسی خاص مقصد کے لیے لکھی جائے۔ یاسیت۔ قنوطیت : مایوسی (ساحر کے کلام میں)

موسیقیّت : Rhythm ترنم۔ موسیقی، نغمگی۔ (ساحر، فیض کے کلام میں۔) انقلابی: Revolutionary

جزئیات نگاری : Detailing۔ چھوٹی چھوٹی باتیں ر تفصیلات بیان کرنا۔

پہلو بیان کرنا (Description Of Different Aspect/Side) کسی چیز ر بات کو مختلف حوالوں سے دیکھنا۔

نمائندہ (Representative) کوئی شعر کسی شاعر کے انداز کو ظاہر کرے تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس کا نمائندہ شعر ہے۔

ذیلی / ضمنی کردار : مرکزی کرداروں کے ساتھ دوسرے معاون کردار جیسے، انارکلی میں بختیار، کافور، عنبر، ستارہ وغیرہ

المیّہ : (Tragedy) یہ عام طور پر ایسا ڈراما ہوتا ہے جس کا اختتام المناک ہوتا ہے۔ ڈراما (انارکلی) میں جس کردار کے متعلق ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں، اس ڈرامے کو اسی کردار (Character) کا المیہ کہا جائے گا۔

ترقی پسند: عام طور پر اردو ادب میں یہ اصطلاح (Term) ان مصنفین (Writers) کے لیے استعمال ہوتی ہے جو طبقاتی تضاد کے خلاف ہوں یعنی دولت کی برابری کے اصول پر یقین رکھتے ہوں۔ اشتراکیت پسند، اشتراکی، مارکسی، کیمونسٹ، سوشلسٹ اور بائیں بازو کے حامیوں کو (Leftist) ترقی پسند کہتے ہیں۔

Ezaz Malik

تبصرے کا سوال، جواب کیسے لکھیں؟

- اے لیول میں 25 نمبر کے سوال کے لیے 600-500 الفاظ پر مشتمل جواب لکھیں۔
- سوال کے مطابق تبصرہ کریں۔ (کسی تحریر، موضوع، کردار یا خیال پر رائے دینا اور اس کی وضاحت کے ساتھ جائزہ پیش کرنا)
- اہم واقعات / مکالمے / نظم کے بند کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بتائیں کہ کیا ہوا، کیوں ہوا، کیسے ہوا۔
- کہانی یا خلاصہ لکھ کر آخر میں تبصرہ کرنے کا طریقہ بالکل غلط ہے۔
- جواب سوال کے مطابق relevant ہونا چاہیے.
- مدلّل argumentative اور منظم organised ہو۔
- آپ کی رائے opinion / تجزیہ analyses / تبصرہ comments بہت اہم ہے۔
- سوال سے متعلق 2-3 عبارات ضرور نقل کریں مگر بہت زیادہ نہیں۔ ان کے بارے یہ وضاحت سے بتائیں کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ یا۔ کیوں کہا؟
- کتاب سے لمبی / زیادہ عبارات نقل کرنا یا کہانی لکھ دینا درست نہیں۔
- غیر ضروری باتیں / تفصیل نظر انداز کر دیں۔
- سوال سمجھنے کے لیے ادبی اصطلاحات کا علم ہونا ضروری ہے
- جواب کے آغاز میں مصنف یا شاعر کے حالات زندگی بلا ضرورت لکھ کر جواب طویل نہ کریں البتہ سوال کے تناظر میں اس کی سوچ / فکر / انداز کا مختصراً ذکر کیا جا سکتا ہے۔
- شروع میں افسانے یا نظم کی تفصیل کے بجائے اس کے اہم مباحث / زاویوں کا ذکر کرتے ہوئے سوال میں دیے گئے پہلو کا ذکر ترجیحاً کریں۔

Ezaz Malik

(مفصل تشریح و تبصرہ کے لیے "نقد و تبصرہ" از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)

(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

Teacher's Tips (High Band Answers)

- Write your answer in a clear, well-organised structure with a focused introduction, developed paragraphs, and a concise conclusion.
- Avoid retelling the story and focus on analysis by explaining why and how ideas, events, and techniques are important.
- Answer the question directly and remain fully relevant to its key words and demands.
- Demonstrate thorough knowledge of the text by selecting only the most relevant ideas and events.
- Support your points with brief and well-chosen references, and always explain their significance.
- Include your personal response and critical evaluation rather than only describing the text.
- Show clear understanding of the author's intentions, themes, and underlying messages.
- Use appropriate literary terms and explain their effects rather than just naming them.
- Maintain a clear, fluent, and logically connected writing style throughout your answer.
- Avoid unnecessary background information or lengthy introductions that are not relevant to the question.

Ezaz Malik

افسانہ "گرم کوٹ"

مصنف راجندر سنگھ بیدی

☆ افسانہ گرم کوٹ راجندر سنگھ بیدی کی گہری قوت مشاہدہ اور پختہ سماجی شعور کا پتہ دیتا ہے۔ مصنف ہمارے معاشرے کے محدود آمدنی والے خاندان کے احساسات وجذبات اور رویوں کو پیش کرتے ہوئے ان تلخیوں کو سامنے لایا جو احساس محرومی کے سائے میں پرورش پاتی ہیں۔ یہ افسانہ ہمارے معاشرہ کے کم آمدن والے طبقے / متوسط طبقے / تنخواہ دار لوگوں کے مسائل کا عکاس ہے۔

☆ مصنف ایک کلرک ہے جس کی تنخواہ ہر ماہ خرچ ہو جاتی ہے، مگر اس ماہ اسے دس روپے کی بچت ہو جاتی ہے۔ وہ بازار سے گزرتے ہوئے کوٹ خریدنے کا سوچتا ہے لیکن اسے یہ خیال گناہ محسوس ہوتا ہے۔ اسی دوران یزدانی سے ملاقات ہوتی ہے اور اس کا عمدہ کوٹ دیکھ کر اس کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے، مگر وہ اپنے پرانے کوٹ کے رفو شدہ حصے کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ گھر آکر جب شمی کی آنکھوں میں آنسو دیکھتا ہے تو جذباتی ہو جاتا ہے اور شمی اسے گرم کوٹ لینے پر آمادہ کرتی ہے۔ بازار جاتے ہوئے وہ بیوی بچوں کی خوشی کا سوچ کر مزید جذباتی ہو جاتا ہے، مگر حلوائی کی دکان پر اس کے دس روپے گم ہو جاتے ہیں اور وہ مایوس ہو کر واپس لوٹتا ہے۔ بعد میں کلب میں اسے وہ گم شدہ پیسے اپنے ہی کوٹ سے مل جاتے ہیں، جس سے اس کی مایوسی خوشی میں بدل جاتی ہے۔ آخرکار وہ گھر واپس آتا ہے اور شمی اس کے کوٹ کے لیے کپڑا لے آتی ہے۔

Ezaz Malik

اہم پہلو (Main aspects)

۔ وسائل سے محروم اس طبقے کا نفسیاتی الجھاؤ واضح نظر آتا ہے۔

۔ افسانہ اس طریقہ سے قلم بند کیا گیا ہے کہ کردار جیسے جاگتے آنکھوں کے سامنے اپنے حصہ کا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں اور ہمیں حقیقی زندگی کے گوشے بے نقاب ہوتے نظر آتے ہیں اور کہیں بھی افسانے کا گماں نہیں ہوتا۔

۔ اس طرح بیدی نے افسانے میں معاشرہ کے زندہ مسائل کو بیان کرنے کا کٹھن کام خوش اسلوبی سے کر ڈالا ہے۔

۔ مصنف ایک کلرک ہے، کم آمدنی کی وجہ سے ہر ماہ تنخواہ سے کچھ بھی نہیں بچتا۔ اس ماہ دس روپے بچ گئے۔

۔ مصنف اپنی ذات پر خرچ کرنا گناہ سمجھتا ہے اور اپنی خواہشات اور ضروریات (ورسٹڈ کوٹ، اطریفل زمانی) پر اپنے بیوی بچوں کو ترجیح دیتا ہے۔ بیوی بچوں کی روزمرہ ضروریات پورا کرنے کیلئے نہ جانے کون کون سی خواہشات کی قربانی دیتا ہے۔

☆ جبکہ دوسری طرف بچے ماں باپ کی مجبوریوں کو نہیں سمجھ سکتے اور اپنی چاہتوں کا برملا اظہار کر ڈالتے ہیں۔(گلاب جامن،ٹرائی سائیکل اور سکول کی دیگر اشیاء)

☆ وہ ان کی خواہشات و مطالبات کی تکمیل کے لئے بے چین بھی ہے اور بے قرار بھی ہے۔وسائل بہت کم ہیں۔اس بنا پر اس کی بے بسی جگہ جگہ نظر آتی ہے۔

☆ دفتر میں کام کرنے والے افراد (یزدانی اور سنتا سنگھ) کے لباس اور پریل کا تذکرہ معاشرے کی ناہمواریوں اور نفسیاتی کشمکش کی عکاسی کرتا ہے۔

۔کوٹ کی بوسیدگی کے احساس کو ختم کرنے اور دل کو تسلی دینے کے لئے رفعت خیال (سوچ کی بلندی) کے خود ساختہ فلسفہ کا بار بار سہارالیتاہے۔

۔اپنی بیوی کا از حد احساس کرتا ہے۔گیلی لکڑیاں لا کر دینے پر منگل سنگھ پر برہمی،کافوری کاٹنے لانے کی خواہش۔

۔بیوی کا کردار مشرقی روایات کا صحیح عکاس ہے کیوں کہ وہ شوہر کا بہت خیال رکھتی ہے۔اس کی خوشی کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتی ہے۔اس کے لئے وہ صبر کا مظاہرہ کرتی ہے۔اپنے خاوند کوورسٹڈ کوٹ خریدنے پر آمادہ کرنے کیلئے جتن کرتی ہے۔بعض اوقات تو بچوں کوڈانٹ دیتی ہے اور مار پیٹ بھی کرتی ہے کیونکہ وہ بے وقت اپنی خواہش کا اظہار کر دیتے ہیں۔

Ezaz Malik

۔افسانے کا انداز اگرچہ رومانوی کہانی کا ساہے مگر تلخ حقائق سے پردہ اُٹھاتا ہے۔محرومیوں کا شکار کنبہ کس طرح اپنی معصوم آرزوں کے متعلق سوچتے سوچتے زندگی گزارتا ہے۔

۔خواہشات کی ناتمامی اور مسلسل مایوسی کی حالت اس میں ردعمل پیدا کرتی ہے۔یہ ردعمل فطری ہے۔اس کا اظہار گاہے بگاہے ہوتا ہے۔

(دس روپے کا نوٹ گرنے کے بعد گھر واپسی کے وقت لوگوں کو راوی میں کشتی رانی کرتے دیکھ کر قدرت کے شاہکاروں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دینے کے خیالات ۔۔پریل کھیلتے ہوئے دوستوں کو دیکھ کر مایوسی کے عالم میں بٹن مروڑنا بھی ردعمل کا اظہار ہی ہے)

افسانہ: ''ٹوبہ ٹیک سنگھ''

مصنف: سعادت حسن منٹو

☆ منٹو کا تقسیمِ ہند پر تنقید کا انداز منفرد اور دلچسپ ہے۔ افسانہ ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کو اپنی زمین سے کس قدر اُنس اور پیار ہوتا ہے۔۔پاگل خانے کے منظر کے ذریعے مصنف نے عام افراد کے ذہنی الجھاؤ کو ظاہر کیا ہے۔ افسانہ ہمیں دکھاتا ہے کہ تقسیم کے وقت لوگ کتنے پریشان اور دکھی تھے

☆ یہ افسانہ تقسیمِ ہند کے بعد کا ہے جب پاکستان اور ہندوستان الگ ہوگئے۔ حکومت نے فیصلہ کیا کہ پاگل خانے کے ہندو اور سکھ مریضوں کو ہندوستان اور مسلمان مریضوں کو پاکستان بھیج دیا جائے۔پاگل خانے میں سب لوگ الجھن میں تھے۔کسی کو صحیح طرح معلوم نہیں تھا کہ پاکستان کیا ہے اور ہندوستان کیا ہے۔ایک مسلمان پاگل خود کو قائداعظم محمد علی جناح سمجھنے لگا۔ اس کے جواب میں ایک سکھ پاگل خود کو ماسٹر تارا سنگھ کہنے لگا۔ دونوں کو الگ الگ بند کرنا پڑا تاکہ لڑائی نہ ہو۔بشن سنگھ نام کا سکھ تھا اس تعلق ٹوبہ ٹیک سنگھ تھا۔اسی لیے وہ بار بار پوچھتا تھا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ پاکستان میں ہے یا ہندوستان میں، مگر کسی کے پاس صحیح جواب نہیں تھا۔اس کا ایک مسلمان دوست فضل دین اس سے ملنے آیا اور بتایا کہ اس کے گھر والے ہندوستان چلے گئے ہیں۔ مگر وہ بھی صاف نہیں بتا سکا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کس ملک میں ہے۔ آخر تبادلے کے دن بشن سنگھ کو سرحد پر لے جایا گیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ پاکستان میں ہے تو وہ ہندوستان جانے سے انکار کر دیا۔ وہ دونوں ملکوں کی سرحد کے درمیان کھڑا ہوگیا اور وہیں گر کر مر گیا۔

Ezaz Malik

اہم پہلو (Main aspects)

۔افسانے کا مرکزی کردار بشن سنگھ ہے۔اس کو اگرچہ کچھ اور یاد نہیں مگر اپنا علاقہ ضرور یاد ہے اور وہ اسے کسی قیمت پر چھوڑنے یا بھلانے کو تیار نہیں۔

۔پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم ایک ایسا فیصلہ تھا جس پر مصنف کے مطابق پاگل تو کیا صحت مند بھی پریشانی میں مبتلا تھے۔

۔بشن سنگھ کے بچپن کا دوست فضل دین ذہنی لحاظ سے بھلا چنگا ہونے کے باوجود اس کے سوال سے گھبرا گیا۔

اس کا ذہنی الجھاو ظاہر کرتا ہے کہ بھلے چنگے افراد کو بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

۔افسانے کا مرکزی کردار بشن سنگھ ،اپنی سرزمین ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شدید محبت کرتا ہے۔ اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔

۔ جب بھی اس بات کا ذکر ہوتا کہ ہندو اور سکھ پاگلوں کو ہندوستان بھیج دیا جائے گا۔ تو وہ بے حد پریشان ہو جاتا۔

۔بشن سنگھ یہ سوال ہر کسی سے کرتا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے؟ یعنی ہندوستان میں یا پاکستان میں ۔

۔ ایک مسلمان پاگل محمد علی اپنے آپ کو جناح اور ایک سکھ تارا سنگھ (سکھ رہنما) ظاہر کرتے ہوئے لڑنے کو تیار ہو گئے۔

۔لیڈروں کی وجہ سے لوگ آپس میں الجھ رہے تھے۔۔ یہ افسانہ تقسیم ہند کے سماجی اور سیاسی تناظر میں لکھا گیا ہے۔

۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ رنگ و نسل، قوم و مذہب یا جغرافیائی تقسیم کی بنیاد پر انسانی جذبات و احساسات کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ محبتوں، چاہتوں اور وفاداریوں کو وسیع تر تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے ۔

۔ مختلف حد بندیاں قائم کر کے اُنہیں ایک دوسرے سے متنفر نہیں کیا جا سکتا۔۔ مذہبی اور سیاسی وابستگیوں کا بھی بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔

۔ تقسیم کے اس فیصلے نے اپنے رشتہ داروں سے بھی جدا کر دیا۔ بیٹی ہندوستان چلی گئ اور وہ اس کا انتار نہیں کرتا جیسے پہلے کیا کرتا تھا۔

افسانے میں آخر تک کردار ایک عجیب الجھاؤ اور کشمکش میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

۔ دورانِ مطالعہ کرداروں پر حقیقت کا گمان ہوتا ہے۔

۔ افسانہ دلچسپی، معنویت اور مقصدیت کے لحاظ سے اس وقت اردو ادب کا شاہکار بن جاتا ہے جب بشن سنگھ بارڈر کی لکیر پر جان دے کر تقسیمِ ہند کا عملاً انکار کر دیتا ہے۔

۔انسان کی اپنی سرزمین سے ازلی محبت اور اپنی ثقافت سے لازوال وابستگی کے تصور کو اجاگر کیا گیا ہے۔

Ezaz Malik

سوالات:

۔''منٹو کے افسانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اپنے وطن کی مٹی سے محبت کا پیغام ملتا ہے'' تبصرہ کریں۔

۔ تقسیم کے وقت پیش آنے والے الجھاؤ کی عکاسی کی گئ ہے ۔

۔منٹو نے اپنے افسانے ''ٹوبہ ٹیک سنگھ''میں تقسیم کے عمل کی مخالفت کی ہے۔ تبصرہ کریں۔

افسانہ: آنندی

مصنف : غلام عباس

☆اس افسانے میں اسی سماجی المیے کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔ ہمارے ہاں برائی پر تنقید تو سب کرتے ہیں مگر اس کو حقیقی معانی میں روکنے کے لیے کچھ نہیں کیا جاتا صرف ظاہری اقدامات (دکھاوے کے کام) کیے جاتے ہیں۔ کسی خرابی کو ختم کرنے کے لیے اس کی وجہ کو تلاش کرنا اور ختم کرنا ضروری ہے ورنہ وہ خرابی کچھ عرصہ بعد پھر ظاہر ہو جائے گی۔

☆ شہر کی بلدیہ کے معزز لوگ بازارِ حسن کو اخلاقی برائیوں، جرائم اور نوجوانوں کی تباہی کی بنیادی وجہ سمجھتے تھے، اس لیے اسے شہر سے ہٹانا ضروری خیال کیا گیا۔ بلدیہ نے اس مسئلے کے حل کے طور پر ان عورتوں کو زبردستی شہر سے دور ایک ویران مقام پر منتقل کر دیا تاکہ شہر کا ماحول بہتر بنایا جا سکے۔ شروع میں وہ جگہ سنسان تھی مگر وہاں آبادکاری کے بعد تیزی سے ترقی ہونے لگی۔ لوگ روزگار کی تلاش میں آئے، دکانیں اور عمارتیں بنیں اور بستی آہستہ آہستہ شہر میں تبدیل ہو گئی۔ اس نئے شہر میں بھی بازارِ حسن ہی سب سے زیادہ مصروف اور اہم مرکز بن گیا۔ آخرکار اسی شہر کی بلدیہ نے دوبارہ اسے برائی قرار دے کر باہر نکالنے کا فیصلہ کیا۔ یوں کہانی یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسئلہ اپنی جگہ قائم رہتا ہے، صرف جگہ بدلنے سے ختم نہیں ہوتا۔

Ezaz Malik

اہم پہلو (Main aspects)

۔ غلام عباس کی جزئیات نگاری کا کمال دیکھیے کہ اس افسانے میں انہوں نے صرف دو واقعات پیش کیے ہیں۔ ایک بلدیہ کے اجلاس کا دوسرا نئے شہر کی آبادکاری۔ مگر کہیں بھی کوئی جھول نظر نہیں آتا۔ قاری مکمل بات سمجھ جاتا ہے۔

۔ بظاہر اس افسانے میں خیر و شر کے درمیان ایک کشمکش دکھائی گئی ہے۔

۔ اہل شہر طوائفوں کی سرگرمیوں اور طرز زندگی کے ہاتھوں تنگ ہیں۔ اس کا اظہار بلدیہ کے اجلاس میں ہونے والی تقریروں سے ہوتا ہے۔

۔ تقریریں کرنے والے زیادہ تر عمر رسیدہ ہیں۔ جو زندگی کی بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ ان کی تقریروں سے قوم کا درد نمایاں ہے۔

۔ جذباتی انداز میں موقف پیش کیا جاتا ہے مگر ٹھوس اور عملی اقدامات کے لیے لائحہ عمل نہیں پیش کیا جاتا۔

(مفصل تشریح و تبصرہ کے لیے ''نقد و تبصرہ'' از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)
(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

۔بڑی بحث کے بعد ایک حل تجویز کیا گیا کہ ان سب پیشہ ور عورتوں کو شہر سے نکال دیا جائے۔کمال مہارت 'دانش مندی' کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے لیے شہر سے دور ایک اراضی (زمین) مختص کر دی جاتی ہے۔

۔وہاں مکانات بننے شروع ہوئے تو لوگوں کی آمد کا سلسلہ بھی چل نکلا۔(تفصیل کتاب سے پڑھیں)

۔ان کے انداز بیاں اور جزئیات نگاری نے شہر کی آبادی کے معمولی واقعہ کو خاصے کی چیز بنا ڈالا ہے۔یہی غلام عباس کے اسلوب کی خوبی ہے۔

۔نیا شہر بسا تو ان کا محلہ پھر شہر کے درمیاں تھا۔آج وہی مسائل سامنے تھے جن کے لئے سب اکھاڑ پچھاڑ ہوئی۔

۔اگر اس وقت انسانی نفسیات اور جبلت کا ادراک کیا جاتا تو شاید بہتر اور دیرپا حل نکلتا۔

۔بدی کو آنکھ اوجھل کر دینے سے وہ دور نہیں ہو جاتی۔وہ ویسے ہی قائم رہتی ہے۔

۔شاید اس کے مستقل خاتمے کے لیے معاشرے کو قربانی دینا پڑتی!!!وہ قربانی انہیں قبول کرنے کی تھی۔

۔اگر طوائف تائب ہو کر عائلی زندگی اپنانا چاہیے تو بھی نام نہاد سماج (غیرت اور روایات کی آڑ لے کر) اسے قبول کرنے کی جرات نہیں کرتا۔

۔افسوس کہ ہمارے معاشرے کا مزاج بن گیا ہے کہ ہم ہر کام جبر اور زبردستی کرنے کے عادی ہیں۔اسکے نتائج پر غور نہیں کرتے۔یہی رویہ آنندی کی آبادکاری کا باعث بنا۔

۔افسانے میں دائروی تکنیک استعمال کرتے ہوئے غلام عباس نے جہاں سے بات شروع کی تھی وہیں ختم کی ہے۔

اچھے تبصرے کی خصوصیات:

- موضوع کی سمجھ بوجھ ظاہر کرتا ہے
- رائے (opinion) شامل ہوتی ہے
- دلائل اور مثالیں دی جاتی ہیں
- اچھے اور کمزور پہلوؤں دونوں کا ذکر ہو سکتا ہے

Ezaz Malik

’نظارہ درمیاں ہے‘‘

مصنفہ : قرۃ العین حیدر

☆ یہ رومانوی انداز میں لکھا گیا افسانہ ہے۔ اس افسانے میں مصنفہ نے ہمارے معاشرے میں موجود طبقاتی فرق، امیر لوگوں کی خود غرضی اور متوسط طبقے کی مجبوریوں کو سادہ اور مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ صرف جذبات پر مبنی افسانہ نہیں بلکہ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ دولت اور غربت کی کشمکش انسان کے رشتوں اور فیصلوں پر گہرا اثر ڈالتی ہے اور ان کی سمت طے کرتی ہے۔ افسانے میں ہمارے سماجی رویوں کو سامنے لایا گیا ہے۔

☆افسانہ ’’نظارہ درمیاں ہے ‘‘میں خورشید عالم ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہے جو فرانس سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کر کے واپس آیا ہے مگر بے روزگار ہے۔ وہ پیروجا سے محبت کرتا ہے، جو کہ ایک سادہ پارسی لڑکی ہے۔ فرانس میں تعلیم کے دوران دونوں مل کر پیانو بجاتے تھے۔ دوسری طرف دوسری طرف بیگم الماس ہے جس کی عمر ہونے کے باوجود ابھی شادی نہیں ہوئی، اس کے والد کو ایسے فرد کی تلاش تھی جس سے اپنی بیٹی کی شادی کر سکیں۔ اس لیے اپنی فرم میں اچھی نوکری دی جاتی ہے۔ الماس ایک پارٹی میں پیروجا کے سامنے خورشید کو اپنا منگیتر ظاہر کرتی ہے اور غلط فہمیاں پیدا کرتی ہے۔ وہ خورشید کو بھی خط کے ذریعے پیروجا کی سے بدگمان کرتی ہے۔خورشید کے والد کے علاج کے ذریعے ہمدردی ظاہر کرتی ہے۔ مالی دباؤ اور حالات کے باعث خورشید الماس سے شادی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ پیروجا اپنی غربت کو دیکھتے ہوئے خاموشی سے قربانی دے دیتی ہے۔ یوں افسانہ دکھاتا ہے کہ دولت اور حالات انسان کے فیصلوں اور محبت کو بدل دیتے ہیں۔۔

اہم پہلو (Main aspects)

۔ بیگم الماس کے کردار میں مراعات یافتہ طبقہ کی سوچ واضح ہے۔

۔ خورشید عالم جو کہ سکالرشپ پر فرانس سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کر کے واپس لوٹا ہے اور بے روزگار پھر رہا ہے۔

۔ بیگم الماس کے والد کا خورشید کو فوری طور پر نوکری دینے کا فیصلہ خود غرضی پر مبنی ہے۔

۔ یہ شخص اپنی مالی مجبوریوں کے بندھن میں اسیر ان کا داماد بھی ہوگا اور ایک زرخرید غلام بھی۔۔

۔ الماس کی سوچ کے حامل کردار ہمارے معاشرے میں عام ہیں۔ مصنفہ نے اسی پہلو کو اجاگر کیا ہے۔

(مفصل تشریح وتبصرہ کے لیے ’’نقد و تبصرہ‘‘ از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)

(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

Ezaz Malik

۔ الماس خورشید عالم کی آس لگائے ہوئے تھی جبکہ خورشید عالم نے کبھی بھی گرم جوشی کا اظہار نہ کیا اور اپنی محبوبہ پیروجا کا انتظار کرتا تھا کیونکہ وہ اُسے برسوں سے جانتا تھا اور اس کے ساتھ دل سے محبت کرتا تھا۔

۔ بیگم الماس نے موقع پا کر دونوں کے دلوں میں غلط فہمی ڈالنے کی کوشش کی۔

۔ الماس نے بڑی چالاکی سے پیروجا کو اپنے گھرپارٹی پر بلا کر خورشید عالم سے متنفر کیا اور خورشید کو اپنا منگیتر ظاہر کرتے ہوئے پیروجا کے جذبات پرکاری ضرب لگائی۔

۔ ایک طرف تو الماس نے اپنے آپ کو خورشید کا ہمدرد اور مخلص ہونے کا یقین دلا دیا اور دوسری طرف پیروجا سے بدظن کرنے کے لئے اسے کسی امریکی کی گرل فرینڈ بنا دیا۔ ایک تیر سے دو شکار۔

۔خورشید کے والد کا علاج کرا کے دل جیت لیا۔

۔ الماس نے خورشید عالم کو شادی پر آمادہ کرلیا اور خورشید عالم بھی پیروجا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۔ ادھر پیروجا اپنی غربت اور الماس کی دولت کا موازنہ کر کے اپنے آپ کو راستے سے ہٹا لینے کا فیصلہ کر لیتی ہے۔

۔ خورشید کی خوشی کی خاطر اپنی محبت قربان کر دیتی ہے۔ محبت میں ناکامی کا زخم اسے بستر مرگ تک پہنچا دیتا ہے۔

۔ امیر طبقہ کی استحصالی سوچ کھل کر سامنے آتی ہے افسانہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ معاش اور وسائل انسان کی ترجیحات کے تعین پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

”مرد کے لئے اس کا اقتصادی تحفظ غالباً سب سے بڑی چیز ہے۔“ یہ افسانہ امیر طبقے کی استحصالی سوچ کی انتہائی مناسب انداز میں عکاسی کرتا ہے کہ کس طرح مراعات یافتہ طبقہ وسائل سے محروم لوگوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔

سوالات:

۔ شامل نصاب افسانہ نظارہ درمیاں ہے امیر طبقے کی خود غرضی کی عکاسی کرتا ہے۔

۔ آپ کے خیال میں کونسا شامل نصاب افسانہ حقیقت کے قریب ہے۔

Ezaz Malik

افسانہ: عید گاہ

مصنف: پریم چند

☆ افسانہ عید گاہ میں پریم چند کا اندازِ تحریر سادہ، حقیقت پسند اور جذباتی ہے۔ وہ عام لوگوں کی زندگی اور ان کے مسائل کو بہت آسان اور مؤثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس افسانے میں بچوں کی معصومیت اور حامد کی سمجھداری کو خوبصورتی سے دکھایا گیا ہے۔ غربت کے باوجود ہمدردی حامد کی بہت بڑی خوبی ہے۔ان کی منظر نگاری واضح اور دل نشین ہے۔

☆افسانہ عید گاہ میں رمضان کے بعد عید کی خوشیوں بھری صبح کا منظر پیش کیا گیا ہے جہاں گاؤں کے بچے عید گاہ جانے کے لیے پرجوش ہیں۔ حامد ایک غریب اور یتیم لڑکا ہے جو اپنی دادی امینہ کے ساتھ رہتا ہے اور اس کے پاس صرف تین پیسے ہوتے ہیں مگر وہ خوش اور پُرامید ہے۔ عید گاہ جاکر سب نماز ادا کرتے ہیں اور پھر میلے میں بچے کھلونے اور مٹھائیاں خریدتے ہیں جبکہ حامد اپنی خواہشات پر قابو رکھتا ہے۔ وہ سوچ سمجھ کر ایک چمٹا خرید لیتا ہے تاکہ اس کی دادی کے ہاتھ روٹی پکاتے وقت نہ جلیں۔ اس کے دوست اس کا مذاق اڑاتے ہیں مگر حامد اپنی باتوں سے چمٹے کی اہمیت ثابت کر دیتا ہے۔ گھر پہنچ کر جب امینہ کو حقیقت معلوم ہوتی ہے تو وہ جذباتی ہو کر حامد کو دعائیں دیتی ہے۔

اہم پہلو (Main aspects)

عام طور پر پریم چند کے افسانے ہندوؤں کی نیچی ذات سے تعلق رکھنے والے طبقے کے مسائل اور نفسیات کے گرد گھومتے ہیں مگر اس کا افسانہ عید گاہ ایک مسلمان لڑکے حامد کے بارے میں ہے۔۔وہ اپنی دادی کے پاس رہتا ہے۔

کم عمر ہونے کے باوجود اسے احساس ہے کہ اس کے پاس دوسروں کی طرح وسائل نہیں مگر خوددار ہے۔۔"میں غریب سہی۔کسی سے کچھ مانگنے تو نہیں جاتا"۔

۔یتیمی اور غربت نے اس کے دل میں دوسرے غریب بچوں کے لیے بھی ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیے ہیں۔نہیں چاہتا کہ دوسرے بھی یہ دن دیکھیں۔

پریم چند نے ایک کم عمر کردار میں پختہ کار انسان اور نیک دل شخص کا کردار پیش کر دیا ہے۔

پریم چند کے اس افسانے میں حقیقت پسندی نظر آتی ہے۔

(مفصل تشریح و تبصرہ کے لیے ''نقد و تبصرہ'' از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)

(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

Ezaz Malik

عید گاہ میں جاتے مسلمان، بچوں اور بڑوں کا طرزِ عمل سب کا نقشہ کھینچا ہے۔

حامد کی دادی کے پاس اور تو کچھ نہیں جو اسے عید کے دن دے۔ وہ چند پیسے خرچ کے لیے دیتی ہے۔

۔ حامد کے دوسرے ہم عمر مختلف کھلونے خریدتے ہیں مگر حامد اپنی دادی کے لیے دست پناہ (چمٹا) خرید لیتا ہے۔ تاکہ روٹی پکاتے ہوئے اس کے ہاتھ نہ جلیں۔

۔ سبھی ہم عمر اپنے اپنے کھلونوں کی بات کرتے ہیں۔ ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔

۔ حامد کے چمٹے کو دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں۔۔ حامد ان کے مذاق سے ذرا بھی شرمندہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے چمٹے کے فوائد کے بارے میں وہ وہ باتیں کرتا ہے کہ باقی لوگوں کو اپنے کھلونے بے کار لگنے لگتے ہیں۔

۔ یہاں حامد کے رویے میں ہمیں اعتماد نظر آ رہا ہے۔ حامد چھوٹی عمر میں ہی پختہ سوچ رکھتا ہے۔ با مقصد سوچ نے بھی اسے اعتماد دیا۔

۔ حامد شروع ہی سے دوسروں کی مدد کرنا چاہتا ہے مگر اس کے پاس کچھ ہوتا ہی نہ تھا دوسروں کو دینے کے لیے۔ اب اس کے پاس تین پیسے تھے جو کہ دادی نے کھانے پینے یا کھلونے لینے کے لیے دیے مگر وہ دوسروں کے کام آ آتا ہے۔

۔ گھر پر دادی اس کے ہاتھ میں دست پناہ دیکھ کر اس سے ناراض ہوتی ہے کہ اس کو کھانے پینے کے لیے پیسے دیے تھے یہ کیوں لایا ہے؟

مگر حامد بتاتا ہے کہ آپ کے ہاتھ روٹی پکاتے ہوئے جلتے تھے اس لیے لایا ہوں۔ احساس کو دیکھتی ہے تو اس پر صدقے واری جاتی ہے۔

۔ ایک چار سال کے بچے میں اس قدر عظیم سوچ حامد کو اردو ادب کا ایک لافانی کردار بنا ڈالتی ہے۔

Ezaz Malik

نظمیں

نظیر اکبر آبادی

نظیر کی شاعری اردو میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس کا مشاہدہ بہت گہرا ہے۔اس نے اپنی شاعری میں عام آدمی کی زندگی کی خوشی، غمی، مصروفیات اور مسائل کو بیان کرتے ہوئے عام آدمی کی زبان پر چڑھے الفاظ استعمال کیے۔یہی وجہ ہے کہ نظیر کو عوامی شاعر کہا گیا۔اس نے اپنے دور میں کی جانے والی شاعری سے ہٹ کر انداز اور سوچ کو اپنایا۔

نظم آدمی نامہ

نظم آدمی نامہ میں نظیر کا خیال ہے کہ تمام لوگ انسان ہونے کی وجہ سے برابر ہیں۔ دولت، نیکی، حسن اور دوسری خوبیاں کسی کے پاس زیادہ ہیں اور کسی کے پاس کم مگر سب آدم کی اولاد ہیں۔

Ezaz Malik

۔ نظیر کی نظموں میں معاشرے کے مختلف طبقات کی زندگی کا عکس دیکھا جا سکتا ہے۔

۔ خاص طور پر اس نظم میں ایک فرد معاشرہ کی زندگی کے حوالے سے ان کا گہرا مشاہدہ نظر آتا ہے۔

۔ان کے نزدیک اگر انسان کے پاس دولت ہو یا نہ ہو وہ آدمی ہی ہے۔

۔نظیر نے انسانی مساوات کا درس دیا ہے۔

۔معاشرے میں دولت کسی کے پاس کم ہے اور کسی کے پاس زیادہ اس نقطے کو سامنے لا کر طبقاتی تضاد واضح کیا ہے۔

۔ دولت کی ناہمواری کو اس انداز میں پیش کرنا کہ دونوں طبقوں میں موازنہ ہو جائے یہ ظاہر کرتا ہے کہ نظیر کی معاشرے پر گہری نظر تھی۔اس طرح کی ترقی پسندانہ سوچ رکھنے کی وجہ سے نظیر کو اپنے دور سے آگے کا شاعر کہا کیوں کہ نظیر کے دور میں یہاں ترقی پسند تحریک کے نظریات نہیں پہنچے تھے۔

۔ایک طرف مجبور لوگ ہیں جو اپنی زندگی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے لوگوں کو ہنسا ہنسا کر پیسے کما رہے ہیں، دوسری طرف ایسے بھی ہیں جن کے پاس دولت موجود ہے اور وہ محفلیں سجا رہے ہیں۔

۔ اعلیٰ (اونچے طبقے کے لوگ) اور ادنیٰ (نچلے طبقے کے لوگ) سب آدمی ہیں۔انسان ہونے کی وجہ سے سب برابر ہیں۔

۔ مختلف لوگ امیر، غریب، نیک و بد، ہمدرد اور خود غرض سب اپنی تمام تر خوبیوں اور تضادات کے ساتھ اس نظم میں نظر آتے ہیں۔

نیکی میں آگے بڑھنے والے بھی انسان ہیں اور خدا کا انکار کرنے والے بھی۔

۔ آدمی کی مختلف حیثیتیں اور روپ یہاں موجود ہیں۔ جو بھی ہے جیسا بھی ہے بہر حال انسان ہے۔

۔ غریب، گناہ گار، بد صورت، ظالم، نوکر، مسافر، ڈاکو، چور جن سے دنیا نفرت کرتی ہے نظیر کے مطابق ان کے ساتھ بھی انسان ہونے کی وجہ سے اچھا رویہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ انسانی ہمدردی کا جذبہ ختم نہیں ہونا چاہیے۔

۔ معاشرے کی تمام سرگرمیاں آدمی ہی کے گرد گھومتی ہیں۔

۔ نظیر نے عام لوگوں کی بول چال میں استعمال ہونے والے ایسے الفاظ جن کو شاعری کے لیے متروک سمجھا جاتا تھا اپنے شاعری میں لا کر اپنے دور کے دوسرے شاعروں سے الگ راستہ اپنایا۔

۔ ان کی شاعری کے موضوع بھی اس دور کے دوسرے شاعروں سے الگ ہیں۔

Ezaz Malik

نظم روٹیاں

۔نظیر نے اپنی نظم روٹی میں عام آدمی کے مسائل بیان کرنے کے لیے روٹی جیسی بنیادی ضرورت کا انتخاب کیا ہے۔۔روٹی طرح انسان کی نفسیات (سوچ) معیشت (مالی حالت)، معاشرت (دوسروں سے برتاو) اور اس کے مذہب پر اثر انداز ہوتی ہے۔

۔وہ اس کی منظر کشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب آدمی روٹی کے ایک ٹکڑے کے لیے ترس رہا ہوتا ہے تو اس کی کیفیت (حالت) کیا ہوتی ہے اور جب روٹی سے پیٹ بھر جائے اور اس کے پاس کھانا ضرورت سے زیادہ ہو تو اس کی سوچ کیسے بالکل بدل جاتی ہے۔عیاشی کرنے لگتا ہے

۔نظیر نے درحقیقت اس نظم میں روٹی کا لفظ وسائل اور دولت کے معانی میں استعمال کیا ہے

۔وہ کہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کا ایک طبقہ فکر معاش (روزی روٹی کی فکر) سے آزاد عیش وعشرت کی زندگی میں مصروف ہے اور دوسرا دو وقت کی روٹی کے لیے مارا مارا پھرتا ہے۔

۔وہ معاشرتی تضاد یعنی معاشی فرق کو کھل کر بیان کرتے ہیں۔

۔روٹی اگر انسان کے پیٹ میں آئے تو اس کی ذہنیت بدل جاتی ہے۔زندگی عیاشی سے بسر کرنے لگتا ہے۔

۔معاشرے میں بھی اسے عزت و وقار حاصل ہوتا ہے۔اس کے برعکس اگر پیٹ خالی ہو تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔علم و فضل، کشف و مراقبہ سب روٹی ہی کے تابع ہیں۔

۔دنیا اسی کا حکم مانتی ہے جو دوسروں کے پیٹ کے مسائل کا مداوا کرے۔

۔نظیرؔ کے مطابق انسان کی معاشی ضروریات کا پورا ہونا سب سے اہم ہے۔

۔نظیر کی شاعری میں اس طرح کے موضوعات کی وجہ سے اسے ایسی سوچ رکھنے ولا شاعر کہا جاتا ہے جو اپنے زمانے سے بہت آگے کی تھی (ترقی پسندانہ سوچ)۔

Ezaz Malik

نظم دنیا دارالمکافات ہے

۔ نظیر نے عام فہم مثالوں کے ذریعے یہ سمجھایا ہے کہ یہاں زندگی کیسے گزاری جائے۔۔ پر سکون زندگی وہی گزار سکتا ہے جو یہ بات ذہن نشین کر لے کہ دنیا'' مکافات عمل'' کی جگہ ہے یعنی بدلہ کا گھر ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بدلہ چکانا پڑتا ہے۔ یہ اندھیر نگری نہیں۔ ہر لمحہ سوچ کر گزارا جائے، ہر قدم سوچ کر اٹھایا جائے۔

۔ انسان کو اپنی حیثیت نہیں بھولنی چاہیے۔

۔ یہ خود گھاس کا گٹھا ہے دوسروں کو جلانے کے چکر میں خود بھی آگ کی زد میں آ سکتا ہے۔

۔ اگر دوسروں کے کام آوگے تو مشکل میں دوسرا تمہارے کام آئے گا۔

۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی کا اصول کارفرما ہے۔ دوسروں کے ردِعمل کا انحصار آپ کے رویّے پر ہے۔

۔ دنیا کی یہ زندگی اچھے اعمال کرنے کا موقع ہے۔ غفلت میں پڑ کر عمل کا موقع ضائع مت کرو۔

۔ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی اچھے اعمال اور حسن اخلاق کے ساتھ مزّین کی جائے۔

۔ اس نظم میں اس کا ناصحانہ انداز ملتا ہے۔ اس نے نصحیت کی گہری باتیں زندگی کی عام مثالوں سے واضح کیں اور زبان بھی عوامی رکھی۔

Ezaz Malik

سوالات:۔ نظیر اردو ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ تبصرہ کریں

۔ روٹی انسان کی سوچ کا محور ہے۔ شامل نصاب نظم روٹی کے حوالے سے تبصرہ کریں۔

نظیر نے شاعری کے ذریعے عوامی انداز میں گہری باتیں کی ہیں۔ تبصرہ کریں

نظم دنیا دار المکافات میں نظیر کا ناصحانہ انداز نمایاں ہے۔ تبصرہ کریں۔

علامہ اقبال

اقبال کی شاعری کا مقام بہت بلند ہے کیونکہ اس میں ایک خاص فکر ملتی ہے۔اقبال نے اپنی شاعری میں جدو جہد اور کوشش کا پیغام دیا ہے۔اقبال اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ہم اپنے مرتبے کو پہچانیں اور پھر اس مقام کو پانے کے لیے جدو جہد کریں، اس کے بغیر کوئی بھی منزل نہیں ملتی۔

نظم: جاوید کے نام

اس نظم میں اقبال بظاہر تو جاوید سے مخاطب ہیں مگر حقیقت میں وہ مسلم امت کے ہر نوجوان میں یہ صفات (خوبیاں) دیکھنا چاہتا ہے۔ان خوبیوں میں مقصد سے عشق، غور و فکر اور خوداری شامل ہیں۔

۔* اقبال کے مطابق مقصد سے عشق کرنے والے ہی دنیا میں انقلاب لا سکتا ہیں۔نیا زمانہ اور نئے صبح و شام وہی پیدا کر سکتا ہے جو اپنے مقصد حقیقی سے عشق رکھتا ہو۔

۔* اقبال کے نزدیک خالق حقیقی کی پہچان کا ذریعہ مظاہر فطرت پر غورو فکر ہے۔

۔* اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ خود بخود نہیں بنیں۔ ان کی بناوٹ زبان حال سے خالق کا پتہ دے رہی ہے۔

۔اقبال کی شاعری میں ہمیں خوداری کا درس ملتا ہے• کہ ہم ان کے محتاج اور دستِ نگر رہنے کی بجائے خود اپنے وسائل پر بھروسہ کریں۔

۔اقبال کی نظر میں مغربی تہذیب پائیدار بنیادوں پر نہیں کھڑی اس کی بنیاد کمزور ہے۔جس طرح شیشہ دیکھنے میں تو چمکدار ہوتا ہے مگر پائیدار نہیں۔یہی مغرب کی تہذیب کا حال ہے۔

• اقبال اسی لیے مغرب کے افکار اور ان کی تہذیب سے متاثر نہیں بلکہ اس کے مقابل اسلام کے اصولوں کو پائیدار سمجھتا ہے۔

• فرنگی تہذیب سے عام آدمی متاثر ہوتا ہے۔اس کی چمک دمک ان کو اپنی طرف مائل کرتی ہے، مگر کہتا ہے کہ ان کے احسان اٹھانے کی بجائے اپنی مٹی سے وہ وسائل پیدا کیے جائیں۔

(مفصل تشریح و تبصرہ کے لیے ''نقد و تبصرہ'' از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)

(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

۔اپنے قوت بازو پر بھروسہ کرنے کی تلقین کر رہا ہے۔

• اقبال کی شاعری / کلام مقصدی شاعری کی بہترین مثال ہے۔اقبال اپنے کلام کے ذریعے امتِ مسلمہ کے نوجوانوں میں عمل اور جدوجہد کا جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔

۔اقبال کے بقول اس کی غزلیں اور نظمیں امتِ مسلمہ کے نوجوانوں میں سرشاری اور ستی عمل پیدا کرتی ہیں۔

• مئے لالہ فام (سرخ رنگ کی شراب) کا مطلب ایسی شراب جو مسلم نوجوانوں کو پھر سے عمل پر ابھارے اور جوش پیدا کرے۔اقبال نے اپنی شاعری کو مئے لالہ فام کہا ہے۔

• اقبال مسلمانوں کو خودی کا درس دیتا ہے۔ فقیری سے یہاں مراد گداگری نہیں کہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھرو۔بلکہ اپنے وسائل پر قناعت کرنے کو دل دنیا کے لالچ اور مال سے رکھنے کی تلقین کی ہے

Ezaz Malik

نظم سرمایہ و محنت

۔اقبال انقلابی سوچ کے حامل شاعر ہیں۔۔اس کے کلام میں دورِ حاضر کے انسان کو یہ پیغام دیا گیا ہے وہ حقیقت کو پہچانے عمل اور جدوجہد کا راستہ اپنائے ۔ اقبال نے اس مادہ پرستانہ تہذیب کے استحصالی سوچ کے مختلف ہتھکنڈوں اور آلات کو بیان کیا ہے

نظم "سرمایہ و محنت" میں اقبال نے سرمایہ دارانہ سوچ کا پردہ چاک کیا ہے

۔ سرمایہ دارانہ نظام بھی مغرب کا "تحفہ "ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں امیر امیر تر ہوتا جاتا ہے اور غریب غریب تر ہوتا جاتا ہے۔

۔دولت کا ارتکاز سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے ہوتا ہے (سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے تمام دولت امیر ہی اکٹھی کرتا رہتا ہے)

۔غریب کی ساری کمائی مختلف حیلوں بہانوں سے سرمایہ دار لے اُڑتا ہے۔مزدور کو احساس تک نہیں ہوتا۔کہ اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلا گیاہے۔اور وہ خوشحال ہونے کے چکر سے باہر نہیں نکل پاتا۔

۔جس میں انسانوں کو مفاد کے چکر میں ڈال کر آپس میں تقسیم کرتا ہے۔کبھی نسل،قوم اور کبھی مذہب و تہذیب کے نام پر لڑوایا جاتا ہے۔دنیا کی بیشتر جنگیں انھی وجوہات کی بنا پر لڑی گئیں لیکن افسوس کہ عوام اس چکر کو سمجھ نہیں سکی بلکہ اُسے اپنے لیے فخر کا سبب سمجھتی رہی۔

۔مسلمانوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ وہ شاندار ماضی کے نہ رہنے پر افسوس کی بجائے عمل کا دامن تھامیں،اور روشن مستقبل کے لیے جدو جہد کریں۔

۔ اسے اپنی فطری صلاحیتوں کو پہچاننے کا درس بھی دیتا ہے۔

۔اقبال نے مزدور کو جو سرمایہ دار کے لیے دن رات ایک کرتا ہے۔کرمکِ نادان کہا ہے۔ جس طرح پتنگے شمع کے گِرد روشنی کی طلب میں چکر کاٹتے ہیں۔اور آخر میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔مزدور بیچارا بھی اسی طرح تمام عمر بھاگتے بھاگتے گزار دیتا ہے۔

Ezaz Malik

نظم : سر گزشت آدم

یہ نظم انسان کی فطرت میں رکھی گئی جستجو کی خوبی کو سامنے لاتی ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ حقیت کی تلاش میں انسان نے کیا مصیبتیں اٹھائیں ۔آخر اسے غور و فکر کرنے سے حقیقت مل گئی جو کہ اس کے دل کی دنیا میں موجود تھی۔

۔انسان جب سے اس دنیا میں آیا ہے اس نے اپنا سفر جاری رکھا ہے۔

۔فکر اور عمل کا سفر صدیوں سے جاری ہے۔اس میں مختلف مراحل پیش آئے۔

کچھ عقل اور سائنس کے زور پر اور کچھ ایمان و عشق کے زور پر اپنی بات پہچانے کی کوشش میں لگے رہے۔

۔حقیقت کی تلاش میں فلسفے کا سہارا بھی لیا گیا۔

آنکھ کو جو سامنے نظر آتا اس پر یقین کرتی رہی مگر جو حقیقت اس کے اپنے دل میں چھپی تھی اس سے بے خبر رہا۔

۔انسان نے دنیا میں آکر اخدا سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تیرے سوا کسی کو اپنا معبود نہیں بنائیں گے اسے بھلا دیا۔یہی زوال کی بتدا تھی

جنت سے نکلا بھی انسان کی اپنی سوچ اور تجسس کی بنا پر ہوا۔یہاں آکر اس سلسلہ میں اس نے اپنے تخیلات کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا کر اپنے شعور کی بلندی کا ثبوت دیا۔

۔انسان اس زمین پر جہاں بھی گیا اس نے ایک سے حالات میں رہنا گوارا نہیں کیا، ہمیشہ زندگی کے نشیب و فراز طے کرتا رہا ہے۔

۔فکر کے اعتبار سے بھی ادھر ادھر پھرتا رہا ایک وقت بت گری کرنے لگتا ہے اور دوسرے لمحہ بت شکن ہو جاتا ہے۔

توحید کا پرچار کرنے کے لیے اس کے برگزیدہ بندے اپنے اپنے دور میں آئے اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔اس دوران میں سختیاں بھی برداشت کیں۔

Ezaz ur Rahman Malik

اسی طرح مختلف مصلح بھی اپنی کوششیں کرتے رہے۔ جن کے نام سے مختلف مذہب وجود میں آئے۔ کئی فلسفی بھی اپنے فلسفے کے زور پر اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے رہے۔ دینا نے ان کے فلسفے کی مخالفت کی ۔

گیلیلیو ، نکمیس اور نیوٹن جیسے سائنس دانوں نے اپنی تحقیقات دنیا کے رکھ کر تحقیق کے دروازے کھولے۔ جدید سائینسی ایجادات کے ذریعے انسان کی زندگی آسان بنائی

لیکن ان تمام حیرت انگیز ایجادات کے باوجود انسان ہستی کی حقیقت سے آگاہ نہ ہو سکا، عقل کے زور پر دنیا کو اپنے قبضے کیا، یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس کائنات کا بنانے والا کون ہے؟
انسان کی آنکھ جو صرف ظاہر دیکھ سکتی ہے جب روشن ہو گئی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا اور اس کائنات کا خالق تو اس کے دل میں موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ انسان اس حقیقت سے کیسے آگاہ ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عشق کی بدولت ۔
گویا "دنیا کے حاصل کرنے کا طریقہ عقل ہے اور خدا کے حاصل کرنے کا طریقہ عشق"۔

Ezaz Malik

سوالات:

۔ اقبال کی شاعری عملی زندگی میں جدوجہد کا پیغام دیتی ہے

۔اقبال کے نزدیک مغرب کی بجائے اپنے وسائل پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

۔ شامل نصاب نظم سرمایہ ومحنت اقبال کی کس قسم کی سوچ کی عکاسی کرتی ہے؟

۔اقبال کی نظم سرگزشت آدم انسان کی تلاش حق کے لیے جستجو کی عکاسی کرتی ہے۔

فیض احمد فیض

فیض ترقی پسند شاعر ہیں۔ فیض کی شاعری انقلابی سوچ کی حامل ہے۔ان کے کلام میں انقلابی سوچ واضح طور پر نظر آتی ہے۔ان کے نزیک حکمران طبقہ نے عوام کو ان کے جائز حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ان کو اس بات کی آزادی بھی نہیں کہ اپنے حق کے لیے آواز بلند کر سکیں۔فیض نے اپنی بات کو دوٹوک اور واضح انداز میں کہنے کی بجائے رومانوی تراکیب کا سہارا لیا۔فیض کا یہی انداز ان کو اردو شاعری میں منفرد مقام عطا کرتا ہے۔

نظم : نثار میں تیری گلیوں کے۔۔۔

اس نظم میں وطن کی سیاسی صورت حال بیان ہوئی ہے۔عوام پر ہونے والے ظالمانہ سلوک اور انصاف نہ ملنے کا ذکر کیا ہے۔یہ بھی بتایاہے کہ عوام کی جدو جہد کل بھی جاری تھی اور آئندہ بھی جاری رہے گی۔

۔وطن کی صورت حال دیکھ کر ان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔

۔جہاں ہر طرف ظلم و ناانصافی ہے۔اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنا جرم قرار پایا ہے۔

۔مختلف بہانے بناکر جھوٹے مقدمات میں پھنسا دیا جاتا ہے۔انصاف کے دروازے بھی بند ہیں۔

۔یہ سب فیض کو مایوسی کی طرف نہیں لے کر جاتے۔

۔وہ پر امید ہیں کہ میرے وطن کے حالات تبدیل ہوں گے۔وطن سے محبت کا عالم یہ ہے کہ زنداں (جیل) میں بھی

غرض تصوّرِ شام و سحر میں جیتے ہیں

یہ جذبہ فیض کی حب الوطنی اور عظمت کی دلیل ہے۔

رومانوی تراکیب اور الفاظ کے ذریعے وطن سے محبت کا اظہار کرنا فیض کی شاعری کی ایک بڑی خوبی ہے۔

۔اشاروں میں سب کہہ جاتے ہیں۔

ان کے نزدیک حق وباطل کا یہ معرکہ ہمیشہ سے ہے۔مگر ظلم کبھی عوام کو حق کہنے سے نہیں روک سکا۔یہی عوام کی جیت ہے۔

Ezaz Malik

نظم : مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ

اس نظم میں فیض نے اپنے محبوب سے گفتگو کا سہارا لے کر معاشرے کے مسائل سے پردہ اٹھایا ہے۔پہلے وہ محبوب کی یاد اور ملاقات کو خوشی کا باعث سمجھتے تھے مگر جب دکھی انسانیت کا درد سمجھا تو سوچ بدل گئی اب احساس ہوا کہ اصل خوشی اور دلی سکون دوسروں کا دکھ باٹنے میں ہے۔

۔فیض کی اس نظم میں رومان اور حقیقت کا حسین امتزاج ملتا ہے۔۔اپنے مخصوص انقلابی نظریات اور وطن کی صورت حال کو بیان کرتے ہیں۔

۔ہمارا معاشرہ عدل و انصاف ، مساوات اورامن و محبت جیسی اقدار سے بالکل خالی ہو چکا ہے۔

۔معاشرے کے برے حالات میں محبت کی باتیں ، وصل کا شوق سب بے معانی ہیں۔ حسن و عشق سے رشتہ کو برقرار رکھنا ممکن نظر نہیں آتا۔

۔اسی لیے فیض اپنے محبوب سے اظہار کرتے ہیں کہ وہ اب غم جاناں (محبوب کا غم) سے زیادہ غم دہر (زمانے کا دکھ) میں گھلے جاتے ہیں۔

۔کبھی وہ زمانہ تھا کہ غم جاناں ہی عزیز جاں تھا مگر اب شدت حالات کی بنا پر اسکی تلخی بھی ماند پڑ گئی ہے۔گویا حالات کی سنگینی کا احساس اس قدر ہے کہ غمِ جانان کا درد اس کے سامنے کچھ نہیں رہا۔

۔فیض کے مطابق میری زندگی کی راحتیں اور تلخیاں سب محبوب کے ساتھ ہی وابستہ تھیں۔

۔خواہش تھی کہ محبوب کے حسن کی دلکشی کے تصور میں کھویا رہوں اور دنیا کے تمام غموں کو بھلا دوں۔مگر ایسا نہ ہو سکا۔

۔جب سے میں نے دنیا میں ہونے والی قتل و غارت ، جسم فروشی اور دیگر معاشرتی مسائل کا دکھ محسوس کیا ہے، مجھے محبوب کے ملنے یا نہ ملنے کے دکھ کا احساس نہ ہونے کے برابر ہے۔

۔میرے ذہن میں اب تو انسانیت کا غم سما چکا ہے۔ہاں اگر حالات وواقعات کی تلخیاں کم ہو جائیں تو پھر سے واردات عشق و محبت ، اپنائیت کا احساس اور وصل کا لطف دوچند ہو سکتا ہے۔

Ezaz Malik

نظم : تمہارے حُسن کے نام

اس نظم میں حسن محبوب کی تعریف بھی ہے اور حالات کا بیان بھی ۔یہی امتزاج فیض کی شاعری کی خوبی ہے۔فیض کے مطابق حسن محبوب حالات کے دکھوں کا درد کم کر دیتا ہے۔

۔فیض کی شاعری میں رومان کا عنصر اپنے مخصوص انداز میں ملتا ہے۔

۔وہ حالات وواقعات کی روشنی میں وارداتِ قلب کا اظہار کرنے کا فن جانتے ہیں۔

۔فیض نے حسن کے بیاں میں جس انداز کو اپنایا ہے وہ جمالیات کا شاہکار ہے۔

۔حسن کے لباس کا پہلو جو بکھرا تو اس کا پر تو سب نے دیکھا۔جب کبھی حسن نے اپنے آپ کو سب کے سامنے آشکار کیا تو عجب کیفیت طاری ہوئی اس کے جلوئے دنیا بھر میں پھیل گئے۔

۔مظاہر فطرت اور عناصر سب اس کے حسن کی خیرات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

۔محبوب کے حسن کی وجہ سے ہر جگہ خوبصورتی اور رعنائی ہے۔وہ کہیں باغوں میں نظر آتی ہے اور کہیں شاعر کے خیالات میں شاعر کے خیالات کی خوبصورتی اور شانِ تغزل (غزل کی شام) محبوب کے حسن کی وجہ سے ہے۔

۔حسن کی تاثیر یہ ہے کہ وہ دل کو متاثر کرتا ہے۔جس قدر دل حسن کے درد میں مبتلا ہو گا اسی قدر شعر میں درد ہو گا۔

۔شاعر کے دل میں جتنا زیادہ درد اور محبت کا احساس ہو گا اس کی شاعری میں اتنا ہی درد ہو گا اور وہ کلام پُر اثر ہو گا۔

* یہاں فیض نے رومانوی خیالات کے ساتھ وطن اور اس کے حالات و واقعات کو کیسے جوڑدیا ہے۔وطن کی سلامتی ہی حسن کے دم قدم سے ہے ۔فیض کی وطن سے محبت اس کے کلام میں جھلکتی ہے۔سخت حالات کا شکوہ اس نے کیا ہے۔حسن کی یاد سے حالات کی تلخی کچھ کم ہو جاتی ہے۔

سوالات: فیض کی شاعری میں انقلابی موضوعات کو رومانوی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔شامل نصاب نظموں کی روشنی میں تبصرہ کریں۔

۔فیض کی شاعری جدوجہد پر ابھارتی ہے۔شامل نصاب نظموں کے حوالے سے تبصرہ کریں

Ezaz Malik

(مفصل تشریح وتبصرہ کے لیے ''نقد و تبصرہ'' از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)

(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

ساحر لدھیانوی

۔ساحر کے کلام میں رومانویت کا عنصر واضح نظر آتا ہے۔۔اسی لیے اسے شاعرِ رومان اور شاعر محبت کہا گیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ترقی پسندانہ سوچ ساحر کی شاعری میں واضح نظر آتی ہے۔اس نے اپنی نظموں اور گیتوں میں مزدوروں، مفلسوں، اور کسانوں کے حقوق کی آواز بلند کی۔ ساحر کے مطابق معاشرے میں طبقاتی تضاد (امیر اور غریب کا فرق) پایا جاتا ہے۔۔ امیر کے پاس بے شمار دولت ہے اور غریب اس محروم ہے۔ امیر طبقہ نے وسائل پر قبضہ جما رکھا ہے، حکمران بھی عوام کو اس کا حق نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ عوام کی زندگی مشکلات کا شکار ہے۔ زندگی کے مسائل اسے مایوسی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔۔ساحر اپنی بات کو دو ٹوک انداز میں کہہ ڈالتا ہے اسی لیے اس کی شاعری میں تلخی کا احساس ملتا ہے۔۔غنائیت اور موسیقیت کے اعتبار سے یہ نظم اپنا خاص مقام رکھتی ہے۔

نظم : کبھی کبھی

اس نظم میں ساحر وہ محبوب کے حسن میں گم ہوکر حالات سے فرار چاہتا ہے مگر ایسا نہ ہو سکا جس کی وجہ سے شدید مایوس ہوکر اپنے آپ کو حالات کے سپرد کر دیتا ہے۔

۔حالات اور دکھوں سے دور رہنے کے لیے محبوب کی زلفوں کے سائے میں چھپ کر جینا چاہتا ہے۔

۔معاشرے کے دکھ محسوس کرتا ہے مگر ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔

۔اگر غموں اور تلخیوں کو سماجی اور معاشی تناظر میں دیکھا جائے تو اس نظم کی معنویت بڑھ جاتی ہے۔

۔جب انسان کسی چیز سے بے حد توقعات لگا لے اور وہ پوری نہ ہوں تو بہت مایوس ہوتا ہے۔اس کا غم اور بڑھ جاتا ہے

۔ناامیدی اسے بے عملی کی طرف لے گئی ہے،اس نے کوشش بھی چھوڑ دی۔

۔اب نہ زندگی کے راستے کا علم ہے اور نہ وہ جاننا چاہتا ہے۔

اپنے آپ کو حالات کے دھارے کے رحم وکرم پر چھوڑ دینے کی بات ساحر کی مایوسی کی انتہا اور شدید ردعمل کو ظاہر کرتی ہے۔

Ezaz Malik

نظم : تاج محل

۔ نظم ''تاج محل'' دیکھنے میں تو رومانوی انداز کی حامل ہے جس میں ساحر محبوب سے مخاطب نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں۔ اس کے نزدیک بادشاہ نے یہ تاج محل طاقت اور دولت دکھانے کے لیے بنایا۔ انقلابی انداز فکر رکھنے کی وجہ سے وہ ہر چیز کو اسی زاویے سے دیکھتا ہے۔

۔ ساحر کہتا ہے کہ اے میری محبوبہ تم مجھے ملنے تاج محل آتی ہو، تمہارے لیے شاید یہ محبت کی نشانی ہے، مگر یہاں آکر مجھے تو ایک عجیب سا احساس ہوتا ہے۔ ساحر سوچتا ہے کہ یہ محل تو طاقت اور دولت کی نشانی ہے۔ محبت کے لیے نہ دولت چاہیے اور نہ طاقت۔ یہ تو خوبصورت جذبات کا نام ہے۔

۔ ساحر کو تاج محل کا نظارہ اس کے ظاہری حسن سے ہٹ کر بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

۔ اپنی محبوبہ کو مشورہ دیتا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ ہم کہیں اور ملا کریں، ہر انسان کو اپنے وسائل کے مطابق محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔

۔ یہ عمارت عوام کا استحصال کر کے بنائی گئی ہے۔ اس کے در و دیوار سے باپ دادا کے خون پسینے کی کمائی کی بو آتی ہے۔

۔ تاج کی تعمیر محبت نہیں، دولت کا کھیل ہے۔ ایک بادشاہ نے اپنے وسائل کا استعمال کر کے یہ شہرت پائی کہ میں اپنی بیوی سے کتنی محبت کرتا ہوں۔

۔ اس محل کو بنانے والے بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے محبوب کے لیے یادگار بنانا چاہتے تھے مگر نہ تعمیر کر سکے۔

۔ ساحر کی نظر میں اس محل کو بنا کر بادشاہ نے غریبوں کی محبت کا مذاق اڑایا ہے۔

Ezaz Malik

نظم : ورثہ

اس نظم میں ساحر کی مختلف سوچ سامنے آتی ہے، وہ احتجاج کرنے والوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ توڑ پھوڑ کا راستہ نہ اپنائیں۔ یہ ملک ایک ورثہ ہے۔ بے شمار قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے، کسی ایک کی ملکیت نہیں یہ سب کا مشترک ہے۔ کسی حق حاصل نہیں کہ سیاسی ناراضی نکالنے کے لیے اس کی چیزوں کا نقصان پہنچائے۔

* ساحر لدھیانوی کا مخصوص انداز نمایاں ہے، جس میں تلخ انداز میں حقائق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

* اس نظم میں ساحر کی سوچ ہمیں تعمیری نظر آتی ہے۔

* وہ تخریب کاری اور نقصان پہنچانے والے عناصر کی سوچ اور طرزِ عمل پر تنقید کرتا ہے۔

* ساحر کے نزدیک اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے توڑ پھوڑ یا پھوٹ پیدا کرنے کی کوشش ایک غلط رویہ ہے۔

* ملک وملت کے وسائل ایک اثاثہ ہیں۔ ان کی حفاظت اور دیکھ بھال سب کا فرض ہے۔

* مخالفت سیاسی جماعت کے نظریات سے کی جاتی ہے نہ کہ ملک کے اثاثوں پر ضرب لگا کر۔

* ان اثاثہ جات کی تعمیر میں کئی نسلوں کا خون پسینہ شامل ہے۔ یہ کارخانے، یہ زمینیں سب ہماری نسلوں کا حق ہے۔

* ساحر نے جذبات کی رو میں بہہ جانے والے سیاسی کارکنوں کو مخاطب کیا ہے جو مخالف فریق کو نیچا دکھانے کے لئے ملک کے مفاد سے نہ کھیلا جائے۔ اگر پل سلامت ہے تو یہ مستقبل میں تمہارے کام آ سکتا ہے خواہ تم اس کو پار کر کے بغاوت ہی کرنے جاؤ۔

* اگر حکمران غلط کام کر رہے ہیں تو غلط ہے۔ مجرم وہ ہے جس کی رائے سے یہ مسلط ہوئے۔ خواہ وہ تم ہو یا میں ہوں۔

۔ اپنے جرم کی سزا ملک کے وسائل کو دینا کہاں درست پیٹریاں توڑنا، سڑکیں اکھاڑنا سب غلط ہے۔

۔ ساحر نے مثبت سوچ اور طرزِ عمل اپنانے کی دعوت دی ہے۔

* ساحر یہ نظم ملک کے سیاسی عناصر کو سیاسی میدان میں سیاسی انداز میں کھیلنے کی تلقین ہے۔ ملک کے وسائل ہمارا ورثہ ہیں ان کو مفادات کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ ملک باقی سیاست باقی۔

Ezaz Malik

سوالات

۔ ساحر کی شاعری میں تلخی کا پہلو نمایاں ہے

۔ساحر کے کلام میں احساسِ محرومی کا عنصر پایا جاتا ہے۔

۔ نظم ورثہ میں ساحر کی تعمیری سوچ سامنے آتی ہے۔ تبصرہ کریں۔

Ezaz Malik

ڈراما انارکلی

انارکلی اردو ادب میں نمایاں مقام کا حامل ڈراما / ڈراما انارکلی کی فنی خوبیاں۔

یہ ڈراما تین ابواب (ایکٹ) پر مشتمل ہے۔پہلا باب عشق ہے۔آغاز عشق سے ہوتا ہے۔سلیم اور انارکلی کے عشق کا تذکرہ۔ ان کی ملاقات کا احوال۔دوسرا باب رقص ہے۔ محل میں جشن کے وقت رقص اور باقی سرگرمیوں کی تیاریاں ۔یہ ڈرامے کا عروج ہے۔ انارکلی اور سلیم کے عشق کو دل آرام اکبر کے سامنے ظاہر کرنے میں کامیاب ۔انارکلی کو بچانے کی کوششیں ۔ تجسس میں اضافہ کرتی ہیں۔تیسرا باب موت ہے۔اکبر کے سامنے دل آرام انارکلی پر سلیم کو بغاوت پر اکسانے کا الزام لگاتی ہے۔انارکلی کو سزائے موت دی جاتی ہے۔

۔اس ڈرامے میں محبت پر مبنی کہانی پیش کی گئی ہے۔

۔ جس میں ایک شہزادہ کنیز انارکلی پر عاشق ہے۔

۔دوسری طرف انارکلی بھی محبت کرتی ہے ۔

۔مگر بعد کے حالات میں ان کا عشق کھلا تو صورت حال بدل گئی۔

۔ تحقیق کے دوران ،اکبر کے سامنے دل آرام نے جھوٹی گواہی دی کہ انارکلی سلیم تخت پر قبضہ کے لیے اکسارہی تھی، انارکلی کو بغاوت کے جرم پر سزائے موت سنائی گئی۔

۔ڈراماانارکلی میں ہمیں ہر کردار کہانی کے پلاٹ اور حالات کے مطابق نظر آتا ہے۔

۔مصنف کا یہ کمال ہے کہ ان میں سے ہر چھوٹے سے چھوٹے کردار کو بھی ڈرامے کی جان بنا کر پیش کر دیا ہے۔

۔امتیاز علی تاج نے کرداروں کو اس انداز سے پیش کیا ہے کہ حقیقی زندگی کے قریب نظر آتے ہیں۔

۔ہر کردار اپنی خوبی اور خامی کے ساتھ موجود ہے۔

۔اس ڈرامے کے مرکزی کردار انارکلی، سلیم اور اکبر ہیں اور دلآرام ایک اہم کردار کی حیثیت رکھتی ہے جو واقعات کو آگے بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔

Ezaz Malik

(مفصل تشریح و تبصرہ کے لیے ''نقد و تبصرہ'' از اعزاز الرحمٰن ملک کا مطالعہ کریں)

(مزید عنوانات اور دیگر امدادی مواد کے لیے www.urduskills.com)

۔خاص ضمنی کرداروں میں ثریا،مہارانی اور بختیار کے علاوہ داروغۂ زنداں اور انارکلی کی بڑھیاماں نمایاں ہیں جو ہر اہم موڑ پر موجود تجسس کو آگے بڑھاتے ہیں۔

۔ ڈرامے میں تصادم اور کشمکش ایک ضروری جزو ہے۔یہ خوبی ہمیں ہر مقام پر نظر آتی ہے۔

۔امتیاز علی تاج نے ''انارکلی'' میں اس بات پر زور دیا ہے ،ایک یہ کہ ہر کردار اپنی دوہری شخصیت کے ساتھ نظر آئے،اس میں کشمکش کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔

۔ایک طرف محبت کے جذبات ہیں تو دوسری طرف اندیشے، مصلحتیں اور حالات ہیں جنھوں نے کشمکش کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔

۔اس طرح ہر کردار میں ایک ظاہری اور اندرونی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔

۔دلچسپ انداز۔تسلسل اور روانی

Ezaz Malik

انارکلی

اکبر کی کنیز دلآرام کی غیر موجودگی میں ایک دوسری کنیز نادرہ بیگم جب **اکبر بادشاہ** کے سامنے رقص کرتی ہے تو اسے انارکلی کا خطاب ملتا ہے۔ سلیم کی نظر بھی اس پر پڑتی ہے تو وہ اس کا عاشق ہو جاتا ہے۔انارکلی کے پورے محل میں اس کے چرچے ہونے لگتے ہی۔ لیکن انارکلی پھر بھی اداس رہتی ہے۔انارکلی کے کردار میں امتیاز علی تاج نے حسن اور سادگی کا خوب صورت امتزاج پیش کیا ہے۔

۔اس کی خوبصورتی کی تعریف دشمن بھی کرنے پر مجبور ہیں۔

۔دوسروں پر اعتماد کرتی دکھائی گئی ہے یہی اعتماد اس کی بڑی کمزوری ہے۔

۔ایک طرف سلیم کی محبت میں مبتلا ہے اور دوسری طرف محل کے مخصوص ماحول کی وجہ سے خوف اور اندیشوں میں گھری ہے۔

۔دل آرام کے پلائے ہوئے نشے میں بے خود ہو کر اپنے محبوب سلیم کی طرف اشارے کنائے کرتی ہے تو اس کے دل کا حال سامنے آتا ہے۔

۔نشے کا منظر اسی لیے پیش کیا گیا کہ انارکلی جیسے شرمیلے کردار کو بے باک* دکھا کر اکبر کو غضب ناک کیا جاسکے۔

۔سلیم کی جلدبازی نے حالات کو معمول پر نہیں آنے دیا ورنہ چند دن بعد انارکلی رہا ہو جاتی۔

۔اس صورت حال میں دل آرام کی چال اور مکاری کام کر گئی اکبر کے سامنے کہا کہ وہ سلیم کو بغاوت پر آمادہ کررہی تھی۔انارکلی پر لگایا گیا الزام اس کی موت کا سبب بنا۔

*Bold

Ezaz Malik

سلیم

ڈراما انارکلی کا ایک جذباتی اور دل پھینک کردار ہے۔ مغل شہزادہ ہونے کے باوجود اس میں جرات، معاملہ فہمی اور قائدانہ صلاحیت کی کمی نظر آتی ہے۔ انارکلی کو دیکھتے ہی عشق کرنے لگا۔ انارکلی کی محبت میں جذباتی مکالمے تو بولتا رہا مگر عملی طور پر کچھ نہ کر سکا۔

۔ انارکلی کی محبت میں جذباتی اور بے قرار ہے، اس کے عشق میں شاعروں جیسی بے حقیقت باتیں کرتا ہے۔

۔ جلد باز ہے، ہر کام کو اس کے نتائج سمجھے بغیر کرنے کی عادت تمام معاملات خراب کرتی ہے۔

۔ انارکلی کو باغ میں ملنا ایک ایسی غلطی تھی جس نے خرابی کی ابتدا کی۔

۔ اکبر سے ذہنی طور پر خائف ہونے کی وجہ سے اپنے عشق کو چھپانے کے چکر میں غلطیاں کر جاتا ہے۔

۔ دل آرام کی چالوں کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے تھا۔

۔ انارکلی کی گرفتاری کے بعد قید میں ملنے جانا اس کی سب سے بڑی خطا تھی۔ اس کو صبر کرنا چاہیے تھا۔

۔ سلیم میں بگڑتی صورت حال کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں دوسری طرف اپنے ارادے کے خلاف کسی کا مشورہ سننے کو تیار نہیں۔

۔ سلیم کے کردار کی خامی اس کی بے تدبیری اور بے صبری ہے۔

۔ سلیم کے خالی خولی دعوے انارکلی کو نہ بچا سکے۔

Ezaz Malik

۔اکبر

اکبر کی شخصیت کے بارے میں لکھنا آسان نہیں ہے کیونکہ اس کے کردار میں کئی پہلو موجود ہیں۔ اس میں محبت، فن سے لگاؤ، انصاف پسندی، لگن، فرض شناسی اور مضبوط فیصلہ کرنے کی صلاحیت جیسی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں بادشاہوں والا جلال اور سختی بھی نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے اکبر کا کردار بہت اہم اور دلچسپ بن جاتا ہے۔اکبر کے کئی روپ ہیں۔ وہ رقص اور موسیقی کا شوق بھی رکھتا ہے اور فن کی قدر کرتا ہے۔ جب انارکلی گاتی ہے تو وہ اس کی بہت تعریف کرتا ہے۔ سلیم سے محبت کی یہ حالت ہے کہ تمام مصرفیت کے اوجود اس حال معلوم کرنے آتا ہے۔سلطنت کے معاملے میں سخت فیصلے کرنے سے نہیں گھبراتا۔

دور اندیش بادشاہ ہے۔

سلیم سے بے پناہ محبت کرتا ہے اسے مستقبل میں کامیاب دیکھنا چاہتا ہے۔

۔ مصروفیت کے باوجود اس کی مزاج پرسی کے لیے آتا ہے۔

۔ سلیم کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز نہیں کرتا۔

۔ سلیم کو ریاست کے معاملات میں مصروف دیکھنا چاہتا ہے۔

۔انارکلی کے فن کا قدردان ہے مگر سب کے سامنے اشارے کرنے کی اس بے باکی پر سزا دیتا ہے۔

۔وہ کسی طرح بھی پسند نہیں کرتا کہ سلیم ایک کنیز کو اپنائے۔

۔ سلیم کے مچلنے پر معاملے کی تہہ تک جانے کی کوشش کرتا ہے۔

۔ اکبر کے سامنے دل آرام غلط بیانی سے انارکلی کو غدار ثابت کرتی ہے۔

۔انارکلی کو بغاوت کے جرم میں سزا سنائی گئی۔

۔اکبر شہنشاہ کے طور پر سلطنت کے معاملے میں سخت گیر ہے۔

Ezaz Malik

دل آرام

ڈراما انارکلی کا سب سے اہم کردار دلآرام ہے۔ اسی کی وجہ سے کہانی میں دلچسپی قائم رہتی ہے ۔اس کی وجہ سے صورت حال بدل جاتی ہے۔ اہم کرداروں میں سب سے پہلے دلآرام کو پیش کیا جاتا ہے۔۔ وہ اکبر کی پسندیدہ رقاصہ تھی، لیکن جب وہ رخصت پر گئی تو اس کی جگہ انارکلی نے لے لی اور اپنا مقام بنا لیا۔ یہی بات دلآرام کو دکھ دیتی ہے اور وہ بدلہ لینے کا سوچتی ہے۔ شروع سے آخر تک ہر اہم موقع پر دلآرام نظر آتی ہے۔اس کی سب سے پہلی منفی بات اس کی خود غرضی ہے،انتقام کی آگ میں وہ انارکلی کو ہر موقع پر نقصان پہچاتی ہے۔

ڈرامے میں یہ کردار بھی اہم ہے۔

۔رقص اور انتظامات میں مہارت رکھتی ہے ۔

۔اکبر کے دربار میں انارکلی کو اس کا مقام ملنے پر انتقام کے لیے بے چین ہے۔

۔اسے افسوس ہے کہ وہ اپنی بہن کی بیمار پرسی کے لیے کیوں گئی،اس کی خود غرضی کی انتہا ہے۔

۔انارکلی سے انتقام میں ہر دم کچھ نہ کچھ کرتی نظر آتی ہے۔

۔سلیم اور انارکلی کے عشق کو ظاہر کرنے کی کوشش میں ڈرامے میں اس کا کردار متحرک نظر آتا ہے۔

۔مکار اور جھوٹ گھڑنے کی ماہر ہے۔انارکلی اور سلیم کو اعتماد میں لے کر فریب دیتی ہے۔

۔اس کی کشمکش کی وجہ سے ڈراما آگے بڑھتا ہے۔

۔دلآرام اپنے ارادوں میں پختہ نظر آتی ہے،حالات سے لڑنے کی ہمت رکھتی ہے۔

۔اس سب باوجود اپنی ہر چال کو ستاروں کی چال کہتی ہے۔

Ezaz Malik

مہارانی

مہارانی کے کردار میں احساس کا عنصر نمایاں ہے۔

۔ وہ خالص مشرقی خاتون ہے۔

۔ جو اپنے شوہر اکبر کا خیال رکھتی ہے، بیٹے سلیم کے معاملے میں وہ رانی سے زیادہ ماں دکھائی دیتی ہے۔

۔ اسی پر بس نہیں وہ انارکلی کی جان بخشی کی درخواست گزار بن جاتی ہے۔

۔ رحم دل نظر آتی ہے۔

۔ یہ ایک کمزور کردار ہے رانی کے طور پر جو نہ سلیم سے اپنی بات منوا سکتی ہے اور نہ اکبر سے۔

ثریا

Ezaz Malik

۔ثریا انارکلی کی چھوٹی بہن ہونے کے باوجود اس سے زیادہ متحرک دکھائی گئی ہے۔

۔ کم عمر ہونے کی وجہ سے دل آرام کی سازشوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکی مگر اس کے راستے کا کانٹا ضرور بنی رہی۔

۔ انارکلی کی ہم زار ہے۔

۔ انارکلی صرف اس کے سامنے اپنے دل کی بھڑاس نکالتی ہے۔

۔ ثریا انارکلی پر جان چھڑکتی ہے۔

۔ دل آرام تو کیا سلیم اور اکبر کو کھری کھری سنانے سے نہیں چوکتی۔

بختیار

سلیم کا ایک مخلص اور ہمدرد دوست ہے۔

۔ ڈرامے میں سلیم کا کوئی تو ایسا ہونا چاہیے تھا کہ سلیم اس سے دل کی بات کہہ سکے۔

۔ تاج نے بختیار کی صورت میں یہ کمی پوری کر دی۔

۔ یہ خلوص کی وجہ سے دیگر خدمت گاروں سے نمایاں ہے۔

۔ سلیم کی جذباتی اور جلد باز طبیعت ہے مگر بختیار اپنے مخصوص انداز میں سلیم کو سمجھانے میں کسر نہیں چھوڑتا۔

۔ سلیم کو ہر موڑ پر درست مشورہ دیتا ہے۔اگر سلیم اس کی باتیں مان لیتا تو بہت سی مشکلات سے بچ سکتا تھا۔

۔اس کی مشکل میں ساتھ نظر آتا ہے۔

انارکلی ،المیّہ Tragedy

کسی ڈرامے میں کسی کردار کے بارے میں ہمدردی یا رحم کے جذبات پیدا ہوں تو کہا جاتا ہے کہ یہ ڈراما اس کردار ادار کا المیہ ہے۔

۔ڈرامے کے چیدہ کرداروں میں المیے کے پہلو کو نمایاں کرنے کے لیے غم کی کیفیت کو زیادہ ابھارنے کے ساتھ ساتھ تنہائی کے احساس کو واضح اور نمایاں کیا ہے۔

۔انارکلی کے مزاج میں گھلنا دکھایا ہے۔

۔کشمکش اور شکست بھی ہے۔

۔انارکلی کی موت خوف اور دکھ کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔

۔دل میں انارکلی سے ہمدردی کے جذبات اور گہرے ہو جاتے ہیں۔

۔یہی وجہ ہے کہ اکثر ناقدین نے اس ڈرامے کو انارکلی کا المیہ کہا ہے۔

Ezaz Malik